عربی مضمون

فلنكن كالنحلة

کا اردو ترجمہ

ہم سراپا خیر بن جائیں!

بقلم: شہید

استاد احمد فاروق رحمہ اللہ

عالمی تحریکِ جہاد (القاعدہ) کے نظریہ و منہج
کے چند اہم پہلوؤں کی وضاحت

ادارہ السحاب، برِصغیر

ہم سراپا خیر بن جائیں!

شہید استاد احمد فاروق رحمہ اللہ

استادِ محترم رحمہ اللہ کے عربی مضمون

"فلنكن كالنحلة"

کا اردو ترجمہ

اس مضمون میں عالمی تحریکِ جہاد (القاعدہ) کے نظریہ و منہج کے چند اہم پہلوؤں کی وضاحت کی گئی ہے، جن کا علم و فہم ہر خاص و عام کے لیے بہت اہمیت کا حامل ہے

ادارہ السّحاب برِّصغیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میدانِ جہاد میں درپیش فتنوں اور آزمائشوں کی بارے میں

مجاہد بھائیوں کی خدمت میں اپنے دل کی بات۔۔۔

الحمد اللہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ وبعد،

جہاد اور رباط کی کشادہ وادیوں پر ثابت قدمی دکھانے والے، شدتوں، تنگیوں اور لڑائیوں میں دلجمعی سے رہنے والے، اللہ کی راہ میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے والے مجاہد بھائیو!

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

پیارے نبی ﷺ کی حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ

مثل المؤمن مثل النحلة، إن أكلت أكلت طيبا وإن وضعت وضعت طيبا و إن وقعت على عود نخر لم تكسره (رواه البيهقي وحسنه الشيخ الألباني رحمه الله في صحيح الجامع الصغير)

''مؤمن کی مثال شہد کی مکھی جیسی ہے کہ اگر کچھ کھائے تو پاکیزہ عمدہ (پھلوں کا رس) ہی کھاتی ہے اور اگر ہضم کرے تو بھی پاکیزہ اور عمدہ (شہد) دیتی ہے۔ اور اگر بودی اور بوسیدہ لکڑی تک پہنچ جائے تو بھی اسے نہیں توڑتی۔''

ہمارے محبوب نبی حضرت محمد ﷺ پر ہزاروں رحمتیں اور درود وسلام ہو۔۔۔ اس مختصر مگر جامع حدیث میں مؤمنین کے کچھ اہم اوصاف ہمیں بتلائے گئے ہیں۔ سب سے اہم وصف جس کی طرف یہ حدیث ہماری رہنمائی کر رہی ہے یہ ہے کہ مؤمن کامل وہی ہے جو اپنے اندر اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کرے، خیر اور سلامتی کا حریص ہو، اللہ کی مخلوق کو کثیر نفع اور کم اذیت دینے والا ہو۔ اس کے ظاہر و باطن سے پاکیزہ حرکات و سکنات اور نیک کام ہی سرزد ہوں اور اس کا وجود اس دنیا پر رحمت اور تمام مخلوق کے لیے نفع مند ہو۔

اس حدیث میں مؤمن کو چند وجوہ کی بناپر شہد کی مکھی کے مشابہ قرار دیا گیا ہے:

- مؤمن برے اخلاق اور پست اعمال سے ایسے دور رہتا ہے جیسے شہد کی مکھی گندگیوں سے دور رہتی ہے۔
- مؤمن کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے اعضاء وجوارح سے وہی کام لے جو خلقِ خدا کے لیے فائدہ مند ہوں، جیسے شہد کی مکھی سے مختلف رنگوں کا مفید مشروب ہی نکلتا ہے، جو لوگوں کے لیے شفاء ہے۔اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ جب مؤمن اپنے اندر یہ احساس اجاگر کرے کہ وہ ایک ایسی بہترین امت کا فرد ہے، جسے انسانیت کو نفع پہنچانے کے لیے میدان میں اتارا گیاہے۔یعنی مؤمن کا مقصد لوگوں کو نفع بخش امور کی جانب رہنمائی دینااور جہالت کے اندھیروں سے نکال کر رحمٰن کی منور شریعت کی طرف رہنمائی کرنا ہے۔
- مؤمن عاجزی وانکساری اور دوسروں کو اذیت نہ دینے میں شہد کی مکھی کی طرح ہے، کہ۔۔۔ اگروہ بوسیدہ لکڑی پر بیٹھے تو اسے نہیں توڑتی،اسی طرح مومن بھی اپنے دیگر بھائیوں کے لیے نرم خواور ہمدرد ہوتاہے۔ اپنے مزاج کوایسا پیار بھرا رکھتاہے کہ دوسرے مومنین کے لیےاس سے معاملہ کرنا آسان رہے۔وہ دوسرے مومنین کو کسی طرح کی تکلیف نہیں پہنچاتا،ان کے لیے باعث رحمت ہوتاہے اور ان کے لیے ایسا مخلص نصیحت کرنے والا بنتاہے، جس میں کسی قسم کی کھوٹ نہیں!

محبوب بھائیو! ہم بھی شہد کی مکھی کی طرح ہو جائیں،اور اگر ہم ایسے نہ بن سکیں تو کم از کم کھجور کے درخت ہی کی طرح ہو جائیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ ایک حدیث میں رسول پاک ﷺ نے مؤمن کے حال کی وضاحت کھجور کے درخت کی عجیب اور پیاری مثال سے کی۔اس مثال کی لطافت بھی پہلی مثال سے کم نہیں۔ فرمایا کہ

مثل المؤمن مثل النخلة، ما أخذت منها من شيء نفعك (سلسلة الاحاديث الصحيحة للشيخ الألباني رحمه الله)

”مومن کی مثال کھجور کے درخت جیسی ہے۔اس سے جو کچھ بھی لیا جائے، تمہیں نفع ہی دے گا۔“

کھجور کا درخت دوسرے درختوں سے ممتاز ہوتا ہے۔اس کا پھل کھایا جاتا ہے اور یہ تمام مراحل میں یعنی شاخ پر کونپل نکلنے سے لے کر خشک ہونے تک نفع منداور کارآمد ہوتا ہے۔اس کی لکڑی، پتے، ٹہنیاں اور گٹھلی کسی نہ کسی شکل میں فائدہ مند ہوتے ہیں۔ پھر اس کے پتے اور پھل کا حسن وجمال اور اس کا پرسکون سایہ اس کا نفع مزید بڑھا دیتا ہے۔

اسی طرح ضروری ہے کہ مؤمن حضور ﷺ کے اس فرمان کی زندہ مثال اور حقیقی مصداق بنے:

أحب الناس إلى الله تعالى أنفعهم للناس، وأحب الأعمال إلى الله عز وجل سرور يدخله على مسلم أو يكشف عنه كربة أو يقضي عنه دينا أو تطرد عنه جوعا، ولأن أمشي مع أخ في حاجة أحب إلي من أن أعتكف في هذا المسجد (يعني مسجد المدينة) شهرا، ومن كف غضبه ستر الله عورته، ومن كظم غيظه ولو شاء أن يمضيه أمضاه ملأ الله قلبه رجاء يوم القيامة، ومن مشى مع أخيه في حاجة حتى تتهيأ له أثبت الله قدمه يوم تزول الأقدام، وإن سوء الخلق يفسد العمل كما يفسد الخل العسل (سلسلة الاحاديث الصحيحة للشيخ الألباني رحمه الله)

”اللہ کے نزدیک پسندیدہ انسان وہ ہے جو لوگوں کے لیے سب سے زیادہ نفع مند ہو۔اور اللہ جل جلالہ کے نزدیک پسندیدہ اعمال مؤمن کو خوشی پہنچانا،اس سے مصیبت دور کرنا، اسکا قرض اتارنا اور اس کی بھوک دور کرنا ہیں۔اور کسی (مؤمن) کی حاجت کے لیے اس کے ساتھ چلنا مجھے اس مسجد (یعنی مسجد نبویؐ) میں ایک ماہ اعتکاف کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔اور جس نے اپنے غصے پر قابو پالیا تو اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔اور جس شخص نے اپنے غصہ کو قابو میں رکھا، حالانکہ اگر چاہتا تو اسے نافذ کرسکتا تھا تو قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کا پورا پورا امیدوار ہوگا۔اور جو شخص کسی ضرورت کے سلسلے میں اپنے بھائی کے ساتھ گیا یہاں تک کہ اس کی ضرورت پوری کردی تو اللہ تعالیٰ اسے اُس دن ثابت قدمی عطافرمائیں گے جس دن قدم ڈگمگارہے ہوں گے۔اور یقیناً برے اخلاق عمل کو ایسے خراب کرڈالتے ہیں جیسے سرکہ شہد کو خراب کرڈالتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ایسی بلند عادات اور اخلاق کریمہ سے نوازدے۔آمین!

میرے پیارے بھائیو! ان اخلاق کریمانہ کو اپنانے کی اہمیت مجاہدین سے بڑھ کر کسی کے لیے نہیں!۔۔۔کہ یہ لوگ اس کلمہ توحید کو بلند کرنے کے لیے کھڑے ہوئے ہیں جس کے لیے تمام مخلوق کو پیدا کیا گیا، رسولوں کو مبعوث کیا گیا اور کتابوں کو نازل کیا گیا۔ یہ لوگ اس کلمۂ توحید کے محافظ ہیں جو اس کائنات کا قیمتی ترین سرمایہ ہے اور جو دینِ حنیف (اسلام) بلکہ تمام آسمانی ادیان میں سب سے عظیم کلمہ ہے۔ یہ ایک ایسی عبادت پر ڈٹے ہوئے ہیں جس کو نبی کریم ﷺ نے ذروۃ سنام الِاسلام یعنی اسلام کی بلند ترین چوٹی فرمایا۔ پس مجاہدین پر لازم ہے کہ اس عبادت کی عظیم شان، اپنے کندھوں پر اس کی بھاری مسئولیت اور اس میں درکار سنجیدگی کا ادراک واحساس اپنے دلوں میں پیدا کریں۔ مجاہدین پر لازم ہے کہ اپنے اس بلند مقام کے مطابق اپنے اخلاق کو سنواریں۔۔۔اسے ترقی دیں۔۔۔کیوں کہ وہ عظیم الشان نبوی مہمات کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں۔۔۔ یعنی مخلوق کو حق کی دعوت دینے کی مہم۔۔۔۔اوران کو اچھے کاموں کا حکم دینے اور برے کاموں سے روکنے کی مہم۔ لہذا اس اہم فریضے کو صحیح طور پر ادا کرنا اِسی طرح ممکن ہے کہ اُس نبی ﷺ کی پیروی کی جائے، جس کی تعریف اللہ رب العزت نے ان مبارک الفاظ سے فرمائی: وإنک لعلی خلق عظیم۔۔۔کہ ''بلاشبہ آپ اخلاق کے بہت بڑے مرتبے پر فائز ہیں''۔ اللہ آپ ﷺ کے اوصاف بتلاتے ہیں کہ۔۔۔لقد جاءکم رسول من ا نفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤوف رحیم۔۔۔ ''(لوگو) تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں، تمہاری تکلیف ان کو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے بہت خواہشمند ہیں، (اور) مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے (اور) مہربان ہیں''۔۔۔اور آپ ﷺ کا مخلوق کے حالات پر کڑھنا اور ان کو راہِ راست پر لانے کا حریص ہونا، اللہ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا۔۔۔لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔۔۔کہ ''شاید آپ اپنی جان ہی گنوا بیٹھیں (اس غم واندوہ میں) کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے''۔

لہذا مجاہدین کو ان اخلاق کا حامل ہونا ضروری ہے۔۔۔شہد کی مکھی یا کھجور کے درخت کی طرح۔۔۔ جو خلقِ خدا کی سلامتی وفلاح کے حریص ہوں۔۔۔ان کے اعضاء وجوارح سے خیر ہی کے افعال صادر

ہوں۔۔۔اور کافروں سے قتال کرتے وقت یہ عظیم حدیث ان کا نصب العین ہو، جس میں آپ ﷺ نے اپنے چچازاد بھائی، بہادروں کے سردار حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو خیبر میں یہود سے قتال کے لیے روانہ کرتے وقت وصیت فرمائی:

فو الله لأن يهدي الله بک رجلا واحدا خير لک من حمر النعم (رواه البخاري)

"اللہ کی قسم! تمہاری وجہ سے ایک آدمی بھی راہ راست پر آجائے تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں (عمدہ ترین مال) سے بہتر ہے۔"

جی ہاں! مجاہدین پر لازم ہے کہ ایسے ہی بنیں۔۔۔ جن کے شب و روز تو خون، لاشوں اور تلواروں کے سائے میں، سخت پہاڑوں اور اندھی غاروں کے درمیان گزر رہے ہوں۔۔۔ لیکن ان کے دل انتہائی رقیق اور نرم ہوں۔ وہ نہ صرف اپنی زخموں سے چور امت کی وجہ سے بے چین ہوں اور ان کی حالتِ زار پر شفیق و مہربان ہوں، بلکہ ان کو نفع پہنچانے پر حریص ہوں، حتی کہ اس بات پر بھی حریص ہوں کہ کافروں کو دینِ حق کی ہدایت ملے، انہیں خیر و بھلائی کی رہنمائی دینے کی فکر کریں اور انہیں مجرموں والے راستے کے انجام سے ڈرانے پر بھی حریص ہوں۔

میرے مسلمان بھائیو! یہی ہمارا دین ہے جو ہم نے کتاب و سنت، صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرت اور سلف صالحین کی کتابوں سے حاصل کیا۔ اور یہی ہم نے عصر حاضر کی جہادی تحریکوں کے مشائخ و رہنماؤں اور اہل علم سے سیکھا۔ یہاں خاص طور پر یہ حضرات قابل ذکر ہیں:

- جہاد کے متروک فریضے کے مجدد شیخ عبداللہ عزام شہیدؒ
- امت کی عزت اور غلبہ کی علامت امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد نصرہ اللہ
- شہیدِ امت، امریکہ پر قہر برسانے والے، شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ
- حکیم الامت شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ
- عابد و زاہد شیخ مصطفی ابو الیزید رحمہ اللہ
- مجاہد، داعی و مربی شیخ عطیۃ اللہ لیبی رحمہ اللہ

- عالم و نابغۂ روزگار قائد شیخ ابو یحییٰ لیبی رحمہ اللہ
- عالم و مجاہد شیخ ابو اللیث القاسمی رحمہ اللہ
- شیخ الاسیر پہاڑوں جیسے بلند حوصلے اور استقامت کے حامل مجاہد ابو قتادہ فلسطینی حفظہ اللہ
- حق کی دعوت اور آواز، پہاڑ کی طرح ڈٹنے والے شیخ ابو محمد مقدسی حفظہ اللہ
- قادر الکلام، شعلہ بیان خطیب، ممتاز داعی و مجاہد شیخ استاد محمد یاسر افغانی رحمہ اللہ
- صاحبِ بصیرت و فراست، تجربہ کار نکتہ رس، اعلیٰ صلاحیتوں کے حامل مجاہد شیخ ابو مصعب سوری (فک اللہ اسرہ)
- عالم، فقیہ و قاضی شیخ ابو الولید فلسطینی (فک اللہ اسرہ)
- عالم و عابد شیخ منصور شامی رحمہ اللہ
- معروف داعی شیخ انور العولقی رحمہ اللہ۔۔۔اور کئی دیگر بھی۔۔۔

ان میں سے بعض کے ساتھ رہنے کی سعادت اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی، اور دیگر کی کتابوں، بیانات اور ہدایات سے ہم مستفید ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہماری اور تمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطاء فرمائے کہ انہوں نے ہمارے لیے راستہ روشن کیا۔ اور ہمیں اپنی ان چالیس سال سے زیادہ دعوتی و جہادی سرگرمیوں کے تجربات کے نچوڑ سے روشناس کیا۔ جن سے عالم اسلام کے مختلف اطراف میں جہادی تحریکیں قائم ہوئیں۔ اور ہمیں بار بار ان غلطیوں کے ارتکاب سے خبردار کیا کہ جن کے سنگین نتائج ماضی کی دینی و جہادی تحریکات بھگت چکی ہیں۔ کامیابی و کامرانی کے اسباب کی طرف ہماری رہنمائی فرمائی اور ناکامی و نقصان کے اسباب سے آگاہ کیا۔ ان کی پوری زندگیاں ہی۔۔۔ان کی سنہری باتوں سے بڑھ کر۔۔۔ہمارے لیے درس کا درجہ رکھتی ہیں۔ ہم نے ان کے کردار میں، ان کی دعوتی و جہادی سرگرمیوں اور ان کی کتب و تصانیف میں اسلام کا صحیح فہم دیکھا۔۔۔ ان کی روشن زندگی میں اسلامی تعلیمات کی جیتی جاگتی تصویر دیکھی۔۔۔ دین اسلام کی پوری قوت و صلابت کے ساتھ وضاحت دیکھی۔۔۔اُس تصویر سے اِس دین میں آسانی کا پہلو اور اس دین کا اعتدال اور جمال بھی جھلکتا ہے۔۔۔ان لوگوں کی صحبت ورفاقت کیا ہی نعمت و سعادت ہے۔۔۔اللہ تعالیٰ

ان حضرات اور دیگر مسلمان شہداء کی شہادت کو قبول فرمائے۔۔۔اور جو زندہ ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ثابت قدم رکھے۔۔۔اور ہمارا اور ان کا خاتمہ بھی ایمان پر فرمائے۔

لیکن میرے محبوب بھائیو! ہم دورِ فتن میں زندگی بسر کر رہے ہیں، جس میں انسان کے محاسن پر عیب چینی جبکہ اس کے عیوب پر تعریف کی جاتی ہے۔ انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ آج کچھ لوگوں کو ہم میں، ہماری قیادت میں اور ہمارے منہج میں یہی باتیں عیب نظر آتی ہیں جو ہمارے طریق و منہج کی شانِ امتیاز ہیں:

۱. امت مسلمہ کے ساتھ عجز وانکساری سے پیش آنا، تمام مسلمانوں کے ساتھ مل کر یکجا ہو جانا اور اللہ تعالیٰ کی تائید کے بعد، امت کی تائید حاصل کرنے کی کوشش کرنا

ہم اپنی زخموں سے چور امت سے محبت کرتے ہیں۔ اس کے لیے اپنے بازوئے شفقت بچھائے رکھتے ہیں۔ امت کو خیر و بھلائی پہنچانا اور اسے اللہ تعالیٰ کے کامل اور مکمل دین کی طرف لوٹانا چاہتے ہیں۔ ہم شدید حرص رکھتے ہیں کہ کافروں کے خلاف ہمارے اس جہاد میں۔۔۔اللہ تعالیٰ کی مدد کے بعد۔۔۔امت بھی ہماری معاون بنے۔۔۔اور اس کے لیے ہم ہر وہ ذریعہ اختیار کرتے ہیں، جس کی جانب شریعت نے رہنمائی کی۔ لیکن کوئی اعتراض کرنے والا (اللہ اس کو ہدایت دے) القاعدہ کے منہج پر سب سے بڑا اعتراض یہ اٹھاتا ہے کہ "یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ان کی جماعت (القاعدہ) امت کے اس قافلے کے ہم رکاب چلے جو حالیہ عرصے میں غدار حکومتوں سے بغاوت کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں"۔ سبحان اللہ! بھلا یہ فضیلت کی بات ہے یا پھر ندامت کی؟

۲. مسائل تکفیر میں غلو اور تفریط سے پرہیز کرنا

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ کفر کا فتویٰ بہت ہی اہم حکمِ شرعی ہے کیونکہ اس میں اسلام اور شعائر اسلام کا تحفظ ہے۔ اس سے کفر و اسلام میں فرق واضح ہوتا ہے۔ یہ اسلام اور کفر کے درمیان معمولی تلبیس اور اختلاط سے بھی روکتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ تکفیر میں غلو ایک خطرناک معاملہ ہے جس میں

ہم شدید احتیاط پر زور دیتے ہیں اور اس مسئلے میں سلف صالحین جیسا محتاط رویہ اپنانے کی تاکید کرتے ہیں۔ یہ بھی ناممکن ہے کہ ہم ان احکام کو محض حسابی اصولوں کے سپرد کر دیں کہ ہر شخص خواہ وہ علوم شرعیہ کی ابجد سے بھی واقف نہ ہو، ان میں غور و فکر کرے۔۔۔ ان مسائل میں ہر نوارد طالبِ علمِ دین بھی گفتگو کرے۔۔۔ جس پر چاہے، جیسے چاہے ان احکام کو منطبق کرتا چلا جائے۔۔۔اور جن شرعی ضابطوں کی اہلِ علم نے وضاحت کی ہے، ان کو کام میں نہ لائے۔ اسی وجہ سے ہم کفر کے فتوے کے بارے میں مطلوب احتیاط و ضوابط اختیار کرتے ہیں۔۔۔ جس پر بعض غلو سے کام لینے والوں نے ہمیں مرجئہ ہونے کا الزام دیا، اسی طرح اہلِ ارجاء ہمیں اس طرزِ عمل پر غلو اور تشدد اپنانے کا الزام دیتے ہیں۔۔۔ ہم اس بہتان اور جھوٹ پر اللہ ہی سے شکایت کرتے ہیں۔

۳. علمائے کرام کی قدر پہچاننا اور اہلِ علم اور اہلِ جہاد کے درمیان کسی بھی دوری کو ختم کرنے کی کوشش کرنا

ہم علمائے امت کی قدر و قیمت سے بخوبی آگاہ ہیں، ان سے محبت رکھتے ہیں اور ان کا احترام کرتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ وہی اس امت کے حقیقی قائد ہیں۔ ہم امت کو ان کی طرف رجوع کرنے اور ان کے گرد جمع ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔ ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ اس امت کی سلامتی اور رشد و ہدایت کی جانب دعوت کے لیے لازم ہے کہ اہل علم اور اہل جہاد کے قافلوں کے مابین کسی خلیج کو حائل نہ ہونے دیا جائے اور ان میں باہم اتفاق و اتحاد کی کوشش کی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم مطلقاً علمائے کرام کی جماعت کے متعلق زبان درازیاں نہیں کرتے! اگر ہم کہیں یہ محسوس کریں کہ کسی عالمِ سوء کی غلط روی کو واضح کرنا شرعی تقاضا ہے تو ہم خاص اُسی سے متعلق گفتگو کرتے ہیں۔ لوگوں کے سامنے اُسی کی گمراہی واضح کرتے ہیں اور امت کو اُس کی اتباع سے دور رکھنے کی سعی کرتے ہیں۔ ہم امت کو علمائے ربانیین ہی سے رجوع کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔۔۔ نہ کہ نیم ملاؤں۔۔۔اور نیٹ کے مجہول لکھاریوں کی جانب۔ لیکن افسوس! کہ جہاد سے منسوب کچھ لوگ ایسے ہیں جو اپنے افعال و اقوال کے ذریعے مجاہدین اور علماء کے درمیان تفریق پیدا کر رہے ہیں۔ وہ عصر حاضر کے اہم مسائل،

علمی باریکیوں، نازک اور پُر خطر مسائل میں اپنی رائے کو حرف آخر سمجھتے ہیں۔ اور اپنی کم علمی کے باوجود علمی میدانوں میں رائے زنی کرتے ہیں۔ اور پھر ہم دیکھتے ہیں کہ اس قسم کے لوگ محض اپنی رائے یاخواہش کے خلاف ہونے کی بنیاد پر انتہائی بے پروائی کے ساتھ علمائے ربانیین پر طعن و تشنیع سے بھی گریز نہیں کرتے۔ حالانکہ یہ وہ علمائے ربانیین ہیں جن کا صدق، ثابت قدمی، حق پر ڈٹ جانااور کلمۂ لاالہ الااللہ کی وجہ سے ماریں کھانا معروف ہے۔ اور وہ جلیل القدر علمائے کرام کے حق میں ادب سے عاری، نازیبا گفتگو کرتے ہیں جواُن کے فسادِ قلب کو واضح کرتی ہے۔ ان کی تیز دھار زبانوں سے نہ ہی عظیم شیوخ ابو قتادہ فلسطینی اور ابو محمد مقدسی (اللہ ان کی ہر شر سے حفاظت فرمائے) محفوظ ہیں۔۔۔ اور نہ حکیم الامت شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ اور دیگر معروف علمائے کرام۔

۴. مسلمانوں کے خون کی حرمت کا شدت سے خیال رکھنااور کمزور دلائل کی بنیاد پر اس معاملہ میں گفتگو کرنے سے ڈرنا

ہم مسلمانوں کے خون کی ایک ایک بوند کے بارے میں بھی انتہائی فکر منداور درد مند ہیں۔ ان کا جو خون ناحق و ظلماً بہایا جاتا ہے، ہمیں اس کے ہر قطرے پر دکھ ہوتا ہے۔ مسلمانوں کی حالت زار پر تڑپ کر ہی ہم گھروں سے نکلے ہیں۔ ان کے دین، عزت وآبرواوران کے مال کے دفاع کی خاطر نکلے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ مسلمان کے خون کی حرمت قطعی ہے۔ اور یہ قطعیت آفتاب کی طرح روشن و بے غبار دلائل قطعیہ کے ساتھ ہی زائل ہوسکتی ہے۔ ہم خونِ مسلم کو بودی اور کمزور دلیلوں کے ذریعے حلال جاننے یامسئلہ تترس میں معتمد اہل علم کی کتب[1] میں مذکور شرعی اصولوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے، وسعت دینے یا بغیر دلیل و برہان کے الزامات ان کے سر منڈھ دینے کے طرزِ عمل

[1] ان کتب میں سے ایک، میرے محبوب استاد شیخ ابو یحییٰ لیبیؒ کا ایک نہایت قیمتی کتابچہ ''مسالۃ التترس فی الجہاد المعاصر'' کے نام سے بھی ہے۔

سے شدت کے ساتھ خبردار کرتے ہیں۔ نہ ہی ہم یہ جائز سمجھتے ہیں کہ کسی مسلمان کو اس وجہ سے باغی قرار دے کر اس سے قتال کیا جائے کہ وہ کسی جہادی جماعت سے الگ ہو گیا ہے۔

۵۔ امت کے حالات کی رعایت کرتے ہوئے، مسلمانوں کے ساتھ نرمی کرنا اور انہیں دعوت دینے میں تدریج اختیار کرنا

ہمارے پیشِ نظر اپنی محبوب امت کے دگرگوں حالات اور اِس پُرآشوب زمانے کی رعایت کرنا بھی ہے، جن کا سامنا یہ امت سلطنتِ اسلامیہ کے زوال، مرتد نظاموں کے مظالم اور اس کے سبب اپنی دین دوری کی وجہ سے گزشتہ دہائیوں سے مسلسل کر رہی ہے۔ اسکولوں اور کالجوں میں لادین نصاب رائج کیے گئے، جن کی وجہ سے آنے والی مسلمان نسل کی تربیت ہی غلط عقائد پر ہوئی اور ان کی سوچ شریعتِ منوّرہ کی تعلیمات سے متصادم بن گئی۔ اس امت کو اسلحہ کے زور پر ایسے قوانین کے سامنے جھکنے پر مجبور کیا جارہا ہے جنہیں اللہ نے نازل نہیں کیا بلکہ وہ انسانوں کے بنائے ہوئے ہیں۔ کلمۂ حق پر ثابت قدمی کا درس دینے اور احکامِ شرعیہ اپنی اصلی صورت میں مسلمان عوام تک پہنچانے کے جرم میں اس امت کے داعیوں اور اہلِ علم پر پابندیاں عائد کی جاتی ہیں اور ان کا گھیرا تنگ کیا جاتا ہے۔ پس ان جابرانہ اقدامات کا مجموعی نتیجہ ہمارے معاشرے میں جہالت کا عام ہونا اور مسلمانوں کے اذہان و قلوب سے بہت سارے احکاماتِ شرعیہ کا تصور تک بھی جاتے رہنا ہے۔ اس صورتحال کی وجہ سے ضروری ہو جاتا ہے کہ ہم اپنی اس امت کے ساتھ نرمی اور لطف کا معاملہ مزید بڑھا دیں۔ ان کے عذروں کو قبول کرنے میں وسعت ظرفی سے کام لیں۔ اس بات کے حریص ہو جائیں کہ کسی طرح یہ امت اپنے صحیح دین پر لوٹ آئے۔ اس تدریج کے ساتھ اس امت کو اللہ کی طرف بلائیں۔ لیکن آج بعض نادان لوگ اسلام کو اور ایمانی ولاء (محبت، دوستی، مدد و نصرت، حمایت، وفاداری) کے تعلق کو نہایت ہی تنگ دائرے میں محصور کر رہے ہیں۔ وہ امت کے ساتھ تکبرانہ رویہ اختیار کرتے ہیں اور اس کو حقیر سمجھتے ہیں، بلکہ گھات لگائے بیٹھے رہتے ہیں کہ کب امتِ مسلمہ کی کوئی غلطی پکڑی جائے اور ایک ہی وار میں ان کو ملیامیٹ کر دیا جائے۔ اسی طرح یہ لوگ ہر اُس

شخص کو بھی طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہیں جو مجاہدین کو اس امت کے ساتھ رحمت و شفقت سے پیش آنے کی دعوت دیتا ہو۔ ہمیں ایسے لوگ بھی نظر آتے ہیں جو بڑے حقارت آمیز تعجب سے کہتے ہیں، ''وہ کونسی امت ہے جس کی طرف ہم لوٹیں؟ سعودی حکمرانوں کے تحت رہنے والی امت؟ یا اخوان المسلمون؟ یا السروری؟ یا حزب الامۃ الکویتی؟''۔ افسوس ہے کہ جب کوئی آپ کو امت کے ساتھ جڑنے کی دعوت دے تو آپ یہ پوچھنے لگیں کہ ''اخوانی، سلفی، جامی، صوفی، القاعدہ۔۔۔ کس امت کی طرف ہم لوٹ جائیں؟''۔۔۔ پس۔۔۔ ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے اور ایسی کج فکری کے خلاف وہی ہمارا خوب کارساز ہے۔

۶. امت کو اہم اور بنیادی نکات پر مجتمع کرنا، جس میں سرفہرست امریکیوں اور یہودیوں سے قتال کرنا ہے

ہماری کوشش ہے کہ آج یہ امت بنیادی اہم نکات پر اکٹھی ہو جائے۔ اور ان میں سب سے اہم نکتہ، امریکہ جیسے ناگ اور اس کے بغل بچے اسرائیل کا سر کچلنا اور مسلم ممالک اور ان کے مقدس مقامات کی آزادی کے لیے جہاد کرنا ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ باذن اللہ ''امریکی طاقت کا زوال'' ہمارے خِطّوں میں رائج مغرب کے غلام اور شریعت سے باغی مرتد نظاموں کے زوال کا پیش خیمہ ثابت ہو گا۔ یہی امریکی زوال نسلی بنیادوں پر کی گئی تقسیموں اور مصنوعی سرحدوں سے مسلمانوں کو آزادی دلائے گا اور ایک ہی اسلامی حکومت، ایک ہی خلافت کے تحت متفق اور متحد ہونے کا نتیجہ بنے گا۔ اسی لیے ہم ہر ایسے اقدام سے بچتے ہیں جو اس جہاد کو اِدھر اُدھر کے معرکوں میں دھکیلے اور جس سے مجاہدین کی توانائیاں غیر اہم وفروعی تنازعات پر صرف ہونے لگیں۔ اس کے برعکس ہماری ہمیشہ یہی کوشش ہوتی ہے کہ ہم انہی خطوط پر قائم رہیں جنہیں قافلۂ مجاہدین کے قائدین نے متعین کیا، جن کے سربراہ شہید شیخ اسامہ بن لادن تھے۔ انہوں نے اسی مرکزی نکتہ کو طویل تجربوں اور دین کی مصلحتوں کو سمجھتے ہوئے، سوچ و فکر کی گہرائیوں کے ساتھ متعین کیا۔ چنانچہ ہمیں چاہئے کہ اسی نکتہ

پر ہم باہم مربوط و منظم ہو جائیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد سے ہم اپنا سفر مکمل کر لیں اور مذکورہ اہداف حاصل کر لیں۔

۷. دعوتی امور کی اہمیت کو سمجھنا اور عمل جہاد کے ساتھ اس کے ناگزیر تعلق کو جاننا

ہماری نظر میں دعوت الی اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ جڑواں بھائیوں کی مانند ہیں جو ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہو سکتے۔ یہ دونوں عظیم عبادتیں ہیں۔ ہر ایک کے لیے فضائل و احکام اور طے شدہ اصول موجود ہیں۔ ان دونوں کے درمیان کوئی تعارض اور تضاد نہیں، بلکہ ان میں سے ہر ایک، دوسرے کی تکمیل کا باعث ہے۔ یہ دونوں اصول دائرۂ توحید کے گرد ہی گھومتے ہیں۔ چنانچہ ہماری دعوت لا الہ الا اللہ کی طرف بلانا اور ہمارے قتال کا مقصد لا الہ الا اللہ ہی کا دفاع کرنا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم بیک وقت ایک داعی بھی ہیں اور مجاہد بھی، اور ہمیں اس پر فخر ہے! ہمارے نزدیک کوئی بھی تحریک، جو امت مسلمہ کی گردن پر مسلط جاہلی نظام کے خلاف کوشاں ہے، تب تک کامیاب نہیں ہو سکتی، جب تک ان دونوں عبادتوں کو تھام نہ لے۔۔۔ بلکہ تمام احکاماتِ شرعیہ کو مضبوطی سے تھامنا اور ان میں سے ہر ایک کو اپنے حکم اور اہمیت کے بقدر توجہ دینا لازمی ہے، جن کی تفاصیل کتب فقہ میں موجود ہیں۔ ہم شرعی اصولوں کے مطابق دی جانے والی دعوت کی تحقیر کرنے اور ان دونوں عبادتوں کے درمیان تناقض اور تضاد کے ہرگز قائل نہیں ہیں۔

۸. مجاہدین میں اہتمام کے ساتھ سیاستِ شرعیہ کی سمجھ بوجھ پیدا کرنا

ہم مجاہدین کے لیے علمِ دین میں بابِ سیاستِ شرعیہ (اجتماعی معاملات سے متعلق شرعی تعلیمات اور اصول و ضوابط) کے فہم کو بہت اہم سمجھتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جہادی تحریکات کو اکثر ایسے حالات کا سامنا رہتا ہے جن میں انہیں مختلف اقوام، مختلف ممالک اور مختلف قبائل کے عوام سے تعامل کرنا پڑتا ہے اور بدلتے ہوئے حالات اور واقعات کے ساتھ خود کو ڈھالنا پڑتا ہے۔ اسی لیے ہم سمجھتے ہیں کہ مجاہدین اور ان کے امراء وطلبۂ علم کے لیے ضروری ہے کہ اپنی استطاعت، مسئولیت اور شعبے کی نوعیت کے مطابق سیاستِ شرعیہ کے احکام کی معرفت میں خوب مہارت پیدا کریں اور

وہ تمام اصول وضوابط سیکھیں جن سے ترجیحات اور مصالح ومفاسد کا تعین ممکن ہو سکے۔ فقہ الجہاد کا اکثر حصہ مصالح کی معرفت ہے، جس کا مدار مفاسد کو دور کرنے اور مصالح کو ملحوظ رکھنے پر ہے۔ کوئی بھی جہادی تحریک اس اہم باب کو اگر اچھے طریقے سے نہیں سیکھے گی اور اس کے احکامات سے واقفیت حاصل نہیں کرے گی، تو غالب امکان ہے کہ وہ جنگ میں شکست سے دوچار ہو گی اور مقاصدِ جہاد کے حصول میں ناکام رہے گی۔۔۔ چاہے چند معرکوں میں اسے کامیابی حاصل بھی ہو جائے۔ جہادی تحریکات اپنی تمام تر کامیابیوں کے ساتھ ولایت خاصہ سے ولایت عامہ کی طرف ترقی کرتی ہیں (یعنی بالعموم مجاہدین کی ایک محدود جماعت بڑھتے بڑھتے ایک امارت و حکومت سنبھالتی ہے۔ مترجم)۔ پس اگر کسی جہادی تحریک نے

- اپنے افراد کی تربیت نہ کی،
- ان میں وسعت نظری پیدا نہ کی،
- مختلف پس منظر اور استعداد کے لوگوں کو ان کی سطح کے مطابق مخاطب کرنا نہ سکھلایا،
- اقوام عالم کے سیاسی حربوں سے مجاہدین کو آگاہی نہ دی،
- یہ نہ سمجھایا کہ دشمن کو کس طرح بے بس اور زچ کر دیا جائے،
- اپنے ہم خیال دوست کس طرح بڑھائے جائیں؟
- ان کے ذہنوں میں یہ بات راسخ اور پیوست نہ کی کہ عمل سیاست (اجتماعی معاملات) میں صرف یہی کافی نہیں کہ وہ اپنے اقدامات میں برحق ہوں، بلکہ ان پہ لازم ہے کہ خوب غور وفکر کریں کہ وہ کون سی مصلحت راجح ہے جو ان کے اقدامات کی تائید کرے اور وہ کون سے مفاسد ہیں جو ان اقدامات پر اثر انداز ہو سکتے ہیں،
- ان میں یہ ملکہ پیدا نہ کیا کہ وہ دو خیر کی راہوں میں سے زیادہ اچھی راہ کا اور دو ضرر رساں پہلوؤں میں سے کم ضرر والے پہلو کا انتخاب کر سکیں

۔۔۔تو جب تک مجاہدین کو یہ تربیت اور تیاری حاصل نہ ہو تو وہ فاش سیاسی غلطیوں کے مرتکب ہوں گے۔ یہ غلطیاں ان کی طویل کوششوں کے نتائج تک کو ضائع کر دیں گی۔یوں دشمن کے لیے تحریک کو اس کے بڑے اہداف اور مقاصد سمیت کچل دینا آسان ہو گا۔ لیکن افسوس ہے کہ بعض لوگ دینی مصالح کی حفاظت کی خاطر، سیاستِ شرعیہ کا پاس رکھنے۔۔۔ اور دینی معاملات میں مداہنت اختیار کرنے کے درمیان فرق کو نہیں سمجھتے۔ اسی طرح بعض افراد، دین کے اس عظیم الشان باب سے غافل ہونے کی بنا پر یہ سمجھتے ہیں کہ مجاہدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر ایسی بات کہیں اور ہر ایسا کام کریں کہ اقوامِ عالم متحد ہو کر ان پر ٹوٹ پڑیں اور ان کے دشمن کی تعداد میں اضافہ اور ان کے دوستوں اور ہم خیال لوگوں کی تعداد کم ہو جائے۔ ان کے مطابق مجاہدین کو چاہئے کہ وہ ہمیشہ لوگوں سے ایسے انداز میں بات کریں جو معاشرے کے محدود لوگ ہی سمجھ پائیں، ایسے اسلوب اختیار کریں جو لوگوں کو مجاہدین سے نفرت دلائیں اور امت مجاہدین سے دور ہو جائے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا یہ اسلوب ان کے عقیدہ کی پختگی اور ان کے صاف ستھرے منہج کی دلیل ہے۔ ان لوگوں کو یہ ادراک ہی نہیں کہ یہ طرزِ عمل ان کی کم علمی، فہم کی تنگی اور اُس یکسوئی والے آسان دین سے دوری ظاہر کرتا ہے، جس کے ساتھ خاتم النبیین ﷺ کی بعثت ہوئی[2]۔ بلکہ یہ طرزِ عمل تو اُن پچھلی امتوں کی پیروی ہے جنہوں نے خود اپنے اوپر سختیاں کیں اور از خود اپنی گردنوں میں سختیوں کے طوق ڈالے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ فرض نہیں کیا تھا۔ پھر وہ اس کا پاس بھی نہ رکھ سکے تو ہلاکت کے مستحق ٹھہرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مہلک راستے کے شرور سے پناہ میں رکھے! آمین۔

۹. اختلاف کرنے کے شرعی آداب کو اپنانا

ہم مجاہدین کو تاکیداً یہ نصیحت کرتے ہیں کہ وہ اختلاف کے آداب سیکھنے اور انہیں اپنانے کا خاص اہتمام کریں۔ اس کی سمجھ بوجھ رکھنے کی ضرورت و حاجت عام افراد سے زیادہ مجاہدین ہی کو ہے کیونکہ سب سے زیادہ انہی کو اختلاف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ضروری ہے کہ وہ اس بات کو سمجھیں کہ سب

---

[2] اشارہ ہے، اس حدیث کی طرف: ”بعثت بالحَنِيفية السَّمْحة“ [رَوَاهُ أَحْمد]۔۔۔ مترجم

مخالفین برابر نہیں ہوتے بلکہ مخالفین کے بھی مختلف درجات ہیں۔ لہذا ان سے معاملہ کرتے وقت اس فرق کو ملحوظِ خاطر رکھیں۔ مجاہدین کے لیے اس بات کا جاننا بھی ضروری ہے کہ ایک مومن کی شان یہ ہے کہ اختلاف کے وقت بھی انصاف کو مت بھولے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے انصاف کے ساتھ گواہی دے اگرچہ اپنے نفس، والدین یا قرابت داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔[3] یہ بھی لازمی ہے کہ وہ اس حقیقت سے آگاہ ہوں کہ مومن بلند اخلاق والا ہوتا ہے، طعنہ زنی اور لعنت کرنے والا، فحش گوئی اور فضول گوئی کرنے والا نہیں ہوتا۔ وہ لڑائی میں گالم گلوچ نہیں کرتا، چاہے مدِّمقابل کفار اور مرتدین ہی کیوں نہ ہوں۔[4] مجاہدین پر لازم ہے کہ وہ اس بات پر یقین رکھیں کہ قوت کسی کی ہجو یا شخصی برائی کرنے میں نہیں، بلکہ دلیل سے بات کرنے میں ہے۔

۱۰. معاشرے میں شریعتِ مطہرہ کے نفاذ کی کوشش کے ساتھ ساتھ اپنی اندرونی صفوں میں اس کے احکامات کو اپنانے کا التزام کرنا

ہم اس بات کی تاکید کرتے ہیں کہ احکامِ اسلام کی پابندی سب سے زیادہ مجاہدین پر لازم ہے۔ مجاہدین کو چاہیے کہ وہ حکم شرعی کے سامنے جھک جانے میں دوسروں کے لیے اعلیٰ مثال اور نمونہ پیش کریں۔۔۔ اس بات کا نمونہ بن کر دکھائیں کہ شریعت کے سامنے سب برابر ہیں۔۔۔ چھوٹا یا بڑا، قوی یا ضعیف۔۔۔ تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ شریعت کے علم بردار خود پر اللہ تعالیٰ کی شریعت کی تطبیق کے معاملے میں تساہل برتتے ہیں۔۔۔ جب حکم شرعی ان کی خواہش نفس کے خلاف ہو تو حکم شرع سے بھاگنے کے حیلے بہانے تراشتے ہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ یہ مجاہدین کی شان ہر گز نہیں! لیکن ہم نے انتہائی غم کے ساتھ یہ مشاہدہ کیا کہ ایک محاذ پر کچھ لوگوں کو جب مجاہدین کے ساتھ کیے گئے جھگڑوں کو شریعت کی روشنی میں حل کرنے کی بار بار دعوت دی گئی، تو وہ لوگ مکڑی کے جالے جیسے کمزور

---

[3] اشارہ ہے اس آیت کی طرف: کونوا قوامین بالقسط شهداءلله ولوعلى انفسكم اوالوالدين والاقربين--- سورة النساء: ۱۳۸

[4] اشارہ ہے، اس حدیث کی طرف: ''ليس المومن العاّن و لاطعّان ''

دلائل کو بنیاد بنا کر اپنی ہٹ دھرمی پر اڑے رہے۔ ہم اللہ پاک سے ہی دعا کرتے ہیں کہ یہ سب لوگ خوش اسلوبی سے حق پر لوٹ آئیں۔

۱۱. ایسے حاکم کے انتخاب میں شوریٰ (مشورے) کو لازم پکڑنا، جس میں مطلوبہ شرائط موجود ہوں، اور یہ حق امت سے نہ چھیننا

ہمارا اعتقاد ہے کہ شوریٰ کا قیام۔۔۔ حاکمیتِ شریعت پر مبنی اسلامی نظام کی اہم بنیاد ہے۔ یہ اس امت کا حق ہے، بالخصوص اس کے اصحابِ حل و عقد کا حق ہے کہ ایسے حاکم کا انتخاب کریں جس میں مطلوبہ شرائط موجود ہوں۔ ہم اس حق کو زور زبردستی سے چھیننا صحیح نہیں سمجھتے، کیونکہ نصوص میں شوریٰ کے قیام پر بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے اور آثار میں اس شخص کی بابت سخت مذمت وارد ہوئی جو مسلمانوں کے مشورہ کے برعکس کسی شخص کی بیعت کرے[5]۔ ہمارا جہاد مسلمانوں میں اور ان کے اس اختیار میں حائل رکاٹوں کو دور کرنے کے لیے ہے، کہ وہ اپنے لیے ایسا حاکم چنیں جو ان کی قیادت قرآن کریم کی روشنی میں کرے۔ ہم جہاد اس لیے نہیں کررہے کہ تلوار کے زور سے امت پر حکومت کریں، بلکہ اس لیے کررہے ہیں کہ شریعتِ مطہرہ ہی ہم پر اور ہماری امت پر حاکم ہو۔ اسی لیے ہم جہادی جماعتوں کو اس ضمن میں بھرپور مشاورت کرنے کی نصیحت کرتے ہیں۔ ہم ان کو نصیحت کرتے ہیں کہ دیگر جہادی جماعتوں، سبقت لے جانے والوں اور قربانیاں دینے والوں، سچے علماء، مخلص داعیوں اور نیک لوگوں میں بااثر حضرات سے مشورہ کیے بغیر کسی امارت اور مملکت کے قیام کے اعلان سے اجتناب کریں۔ اسی طرح ہم مجاہدین کو اپنی صفوں میں وحدت پیدا کرنے، اس امت کے اندر اتحاد و یگانگت پیدا کرنے، اور اس کی قوت کو مجتمع کرنے کی خاطر اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ عاجزی اختیار کرنے اور اپنے اندر اپنے مناصب کو چھوڑنے کی استعداد پیدا کرنے کی بھی نصیحت کرتے ہیں۔

---

[5] وهو قول عمر بن الخطاب رضى الله عنه المنقول فى رواية لصحيح ابن حبان، المجلد الثانى، باب ''ذِكْرُ الزَّجْرِ عَنْ أَنْ يَرْغَبَ الْمَرْءُ عَنْ آبَائِهِ إِذِ اسْتِعْمَالُ ذَلِكَ ضَرْبٌ مِنَ الْكُفْرِ''، وتمامه: (أَلَا وَإِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ فُلَانًا قَالَ لَوْ قَدْ مَاتَ عُمَرُ بَايَعْتُ فُلَانًا فَمَنْ بَايَعَ امْرَأً مِنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَإِنَّهُ لَا بَيْعَةَ لَهُ وَلَا لِلَّذِي بَايَعَهُ)

۱۲. مقدور بھر وسائل اور ضروری تمکین و شوکت حاصل ہونے سے پہلے امارت و سلطنت کے اعلان میں جلدی نہ کرنا

ہم یہ بات مناسب نہیں سمجھتے کہ مطلوبہ طاقت اور اختیار حاصل ہونے سے پہلے حکومت اور امارت کے اعلان میں جلدی کی جائے، کیوں کہ شریعت محض ناموں اور ظاہری چیزوں پر فیصلہ نہیں کرتی، بلکہ حقائق کا اعتبار کرتی ہے۔ ایسی جماعتوں کو جنہیں تمکین حاصل نہیں، یا ایسی تنظیموں کو جن کو قوت و شوکت حاصل نہیں۔۔۔ حکومت اور امارت کا نام دینے میں جلدی نہ کی جائے۔ بار بار کے تجربوں سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ مضبوط عالمی جاہلی نظام کے زیرِ سایہ، اگر کسی جماعت کو جزوی شان و شوکت کی بنیاد پر کسی چھوٹے سے خطے میں تمکین حاصل ہو بھی جائے۔۔۔ تو یہ حقیقی تمکین نہیں ہوتی، کیوں کہ ایسی جماعت نہ تو اپنی حدود کا تحفظ کر پاتی ہے اور نہ ہی اپنی رعایا کا دفاع۔ نیز ایسی جماعت اپنے زیرِ سایہ بسنے والے لاکھوں عوام کو ان کی روزمرہ ضروریات زندگی تک فراہم کرنے سے قاصر رہتی ہے اور ان کی قوت کفریہ طاقتوں کے محض متوجہ ہو جانے سے ہی زوال کا شکار ہو جاتی ہے۔ پس ایسی جماعتوں کو ''الدولہ'' کا نام دینا، مسلمانوں کی معنویات (حوصلے، امید، اعتماد، موورال) کو داؤ پر لگانے، ان میں مایوسی پھیلانے اور انہیں اسلامی حکومت کے تصور سے متنفر کرنے کا باعث ہے۔ اس لیے اس مرحلہ میں بالعموم بہتر یہی ہے کہ مسلسل لمبی چھاپا مار جنگ[6] کی جائے اور قبل از وقت علاقوں پر قبضہ پھیلانے کا لالچ نہ کی جائے اور قتال کا رخ ترجیحاً کفار کے ان لشکروں کی طرف رکھا جائے جو مسلم سرزمینوں پر حملہ آور ہیں اور اپنی جدوجہد عالمی نظام کو گرا ڈالنے پر مرکوز رکھی جائے۔ اس سلسلے میں زہریلے سانپ امریکہ کے سر پر مسلسل چوٹیں اور ضربیں لگائی جائیں یہاں تک کہ وہ دھڑام سے زمین پر آ گرے، جس کے ساتھ ہی موجودہ جاہلی عالمی نظام بھی گر جائے

---

[6] اس طریقہَ جنگ کو شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ نے اپنی گراں قدر کتاب ''فرسان تحت رایۃ النبی ﷺ'' میں ''ہر جگہ چھاپہ مار جنگ'' کا نام دیا ہے۔ یہ نام بعض مغربی محققین کے دیئے گئے نام اے سمٹرک (Asymmetric) طریقہَ جنگ سے مشابہت رکھتا ہے۔۔۔ یعنی وہ طریقہَ جنگ جس میں ایک بڑی قوت کے خلاف ہر قسم کے حیران کن، نامخصوص و غیر متعین اور ناقابل پیش گوئی طریقے اور ذرائع استعمال کیے جائیں۔

اور امریکہ اسلامی ممالک سے ذلیل ورسوا ہو کر نکلنے پر مجبور ہو جائے۔ امت کی نجات اور اسلام اور اہل اسلام کی حقیقی سیادت وقیادت لوٹانے کا بس یہی طریقہ ہے، اور مضبوط اور حقیقی تمکین کی حامل خلافت علی منہاج النبوۃ کا قیام اسی راہ سے ممکن ہے۔

ے شکاری ہو منجھے گر تم، تو تا کو ہا تھی والوں کو
کہ کچلو سانپ کا سر، مت لکیروں پر مچل جاؤ

۱۳. جماعتی تعصب اور شخصیات سے عقیدت میں غلو سے بچنا

اگر کسی جہادی جماعت میں تنظیمی تعصب، شخصیات کے ساتھ عقیدت میں غلو اور ایسے نام اور نعرے گھس آئیں جو اللہ کے نازل کردہ نہیں۔۔۔ تو یہ ایک شدید مہلک بیماری ہے۔ یہ مرض کسی جماعت میں پیدا ہو جائے تو اس پر اصلاح کی بجائے فساد غالب آجاتا ہے۔ اس لیے اس زہرِ قاتل سے ہم اپنے مجاہد بھائیوں کو ڈراتے ہیں اور اس بات کی دعوت دیتے ہیں کہ خالص اللہ کے طرف متوجہ رہیں، آپس کا تعلق صرف ایمان اور لاالہ الااللہ کی اساس پر قائم کریں۔ حق کا ساتھ دیں خواہ وہ کہیں بھی ہو اور ان لوگوں میں شامل نہ ہوں جو ہر صورت میں اپنی جماعت، بھائیوں اور امراء ہی کی مدد کرتے ہیں چاہے وہ حق پر ہوں یا باطل پر۔ ہم یہ دیکھ کر بہت رنجیدہ ہوتے ہیں کہ بعض لوگ اپنے نعروں کو دہرانے میں اس قدر مبالغہ کرتے ہیں کہ یہ ان کے پیروکاروں کو مہلک تعصب کی طرف لے جاتا ہے۔ بلکہ ہمیں تو ڈر ہے کہ یہ نعرہ (باقیہ۔۔۔ یعنی ان کی جماعت ہمیشہ باقی رہے گی) غیر محسوس طور پر کہیں عقیدے کا ایک اصول ہی نہ بن جائے۔ حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ بقا تو صرف اللہ رب العزت کی ذات کو ہے، جو عزت و جلال والی ہے، جماعتیں اور ملک جلد یا بدیر ختم ہو جائیں گے۔ اسی طرح ہم اپنے بعض بھائیوں سے اس بابت بھی ڈرتے ہیں کہ وہ اپنے امیر کے ساتھ عقیدت میں بے جا مبالغہ کریں۔ ان کے منہ سے بعض ایسی باتیں سننے کو ملی ہیں کہ جن سے ان کے دلوں میں راسخ (اپنے امیر

کے) ایک مخصوص تصور[7] کی نشاندہی ہوتی ہے، اور اس کا انجام کسی طور بھی اچھا نہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہی خوب کارساز ہے۔

۱۴. علمائے اہل سنت کے مابین علمی اختلافات کو میدانِ جہاد میں زیرِ بحث لانے سے گریز کرنا

ہمارا یقین ہے کہ جہاد ہی واحد عبادت ہے جو امت کے تمام طبقات کو شریعت کے مقاصدِ عظمیٰ پر مجتمع و متحد کرتی ہے، صالح و خطاکار، سب کو کلمہ توحید کی جانب دعوت کے ذریعے اکٹھا کرتی ہے، اسے تفرقہ بازی، فروعی اختلاف اور تمام قسم کے جاہلی تعصبات سے نجات دلاتی ہے۔ یہ عبادت امت کے تیروں کا رخ حقیقی دشمنوں کی طرف موڑ دیتی ہے۔ ان حقیقی دشمنوں کی جانب، جو ہر میدان اور ہر سطح پر (چاہے وہ عسکری ہو، مذہبی ہو، فکری ہو، سیاسی ہو یا اجتماعی) امت کے خلاف برسر پیکار ہیں۔ اسی وجہ سے ہم مجاہدین کو سختی کے ساتھ اس بات سے ڈراتے ہیں کہ وہ جہاد کے میدان میں ہرگز اُن علمی اختلافات کو مت لے کر آئیں، جو علمائے اہل سنت کے مابین وقوع پذیر ہوئے۔ نہ ہی ان میں سے کسی (اختلافی بات) کی طرف دعوت دیں۔۔۔ نہ ہی اس کی بنیاد پر گروہ بندی کریں۔۔۔ اور نہ ہی جہاد کو مسلمانوں کے کسی مخصوص طبقے کے ساتھ مقید کریں۔۔۔ کیونکہ یہ ساری باتیں مجاہدین کی صفوں میں پھوٹ ڈالنے، ان کا شیرازہ بکھیرنے، ان کی توجہ اہم مقصد سے ہٹانے اور ان کو محاذوں سے غافل کر دینے کا سبب ہیں۔ اور بالآخر ان باتوں کا نتیجہ مجاہدین کی شوکت و دبدبہ کے خاتمے، کفار و مرتدین کے تسلط، مسلمانوں کی جان، مال، عزت کو حلال قرار دیئے جانے اور مسلمانوں کے مدارس و مساجد اور ان کے علمی مراکز تک کی بربادی کی صورت میں نکلتا ہے۔

۱۵. نیکی کے کاموں میں امیر کی اطاعت کا لزوم

ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ جائز امور میں امرائے جہاد کی سمع و طاعت جہادی عمارت کا ستون ہے، اور جہاد بغیر جماعت کے قائم نہیں ہو سکتا، اور جماعت کی بنیاد سمع و اطاعت ہے۔ نیکی کے کاموں میں امیر

---

[7] مثلاً امیر کو امام مہدی سمجھ کر عقیدت رکھنا

کی اطاعت اللہ جل شانہ اور اس کے نبی ﷺ کی اطاعت ہے۔ اور یہ ایسی پیاری عبادت ہے جو ہمارے لیے قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔ وہ لشکر کامیاب نہیں ہو سکتا جو غیروں کے مقابلے میں یک جان نہ ہو، اور دشمن کو زیر نہیں کر سکتا جب تک اس میں وحدت نہ ہو! یہ وحدت واتحاد صرف اور صرف امیرِ لشکر کی سربراہی میں یکجا ہونے، خوشی و مجبوری، تنگی وآسانی ہر حال میں اپنے امیر کی اطاعت کرنے سے ہی مل سکتے ہیں۔ اسی لیے ہم خود کو اور اپنے مجاہد بھائیوں کو امیر کی نافرمانی کی برائی سے ڈراتے ہیں۔ شیطان امیر کی نافرمانی کو مجاہد کے لیے مزین کرتا ہے اور اس کو یہ خیال دلاتا ہے کہ اس (نافرمانی پر مبنی عمل) میں لاتعداد مصلحتیں اور کثیر فوائد ہیں۔۔۔ مگر ہمیں خوب جان لینا چاہیے کہ امیر کی نافرمانی میں مجاہد کے کسی عمل میں کسی قسم کی خیر و بھلائی نہیں ہے، کیونکہ دین کو گرا کر، دین کو قائم نہیں کیا جا سکتا ہے۔

ہوا ہے کبھی، اب جو ہو پائے گا
بہ ہدمِ شریعت نفاذِ کتاب؟

۱۶. امارت اسلامیہ افغانستان کے گرد جمع ہونا اور قول و عمل سے اس کی تائید و نصرت کرنا

جناب عالی قدر امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ ہمارے امیر، ہمارے سروں کے تاج اور ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ اللہ رب العزت نے ان کے بارے میں ہمارے گمان کو سچ کر دکھایا کہ انہوں نے لا الہ الا اللہ کے دفاع، اور مہاجرین اور جلاوطن مجاہدین کی حمایت میں اپنے ملک تک کو قربان کر دیا۔ آپ اور امارت اسلامیہ افغانستان میں موجود آپ کے ساتھیوں نے تاریخ کے بدترین صلیبی حملے کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، نہ ہی پیٹھ پھیری اور نہ ہی راستے سے ہٹے۔۔۔ بلکہ کفار کو اپنی سرزمین سے نکالنے اور شریعت کی حاکمیت قائم کرنے کے لیے مسلسل جہاد کیا، یہاں تک کہ آج وہ کامیابی کے دہانے پر کھڑے ہیں۔ یہ وہ بہترین لوگ ہیں جو آج بھی جہاد کے سچے راستے پر قائم و دائم ہیں۔۔۔ اللہ تعالیٰ ان کی نصرت فرمائیں، انہیں قوت و تمکین کے ساتھ کابل لوٹنے اور دینِ متین کی نصرت کی خاطر اسے فتح کرنے کی توفیق عطا فرمائیں (آمین)۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہر مجاہد بلکہ ہر مسلمان کی گردن پر امارت

اسلامیہ کا قرض ہے اور موجودہ دور میں ایسے شرعی، اجتماعی اور تکوینی عوامل پائے جاتے ہیں جو امارتِ اسلامیہ کو امت کی سیادت و قیادت کا اہل بناتے ہیں۔ پس اسی وجہ سے ہم تمام مسلمانوں کو امارتِ اسلامیہ کے گرد جمع ہونے، ان کی بیعت کرنے، ان کی خیر خواہی چاہنے، ان کو مضبوط بنانے اور قول و عمل سے ان کی مدد کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ اور ہم ایسے ہر بندے کے فعل سے براءت کا اظہار کرتے ہیں جو امارت اسلامیہ افغانستان کے منہج کے بارے شکوک و شبہات ڈال کر مسلمانوں کی وحدت کو توڑے یا ان کے مقابلے میں نئے امراء کا اعلان کرے۔ ہم ان کی معصومیت کا دعویٰ نہیں کرتے کہ یہ سب بھی انسان ہی ہیں، جو صحیح اور غلط دونوں کے مرتکب ہو سکتے ہیں۔۔۔ لیکن کسی خطا کی صورت میں آداب نصیحت کو ملحوظ رکھتے ہوئے، انہیں نصیحت کی جانی چاہیے، ان کے بارے میں حسن ظن رکھا جانا چاہیے اور ان کے اقوال و افعال کو حتی الامکان خیر و بھلائی پر محمول کیا جانا چاہیے۔۔۔ کیونکہ ان کی سیرتیں خیرِ کثیر سے عبارت ہیں اور ان کی تاریخ دین کی خاطر عظیم قربانیاں پیش کرنے سے بھری ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں ان کو رفعتیں نصیب فرمائے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں سخت رنج ہوا جب گزشتہ ایام میں ہم نے دیکھا کہ بعض لوگوں کی طرف سے امارت اسلامیہ کے منہج پر اعتراضات کی بوچھاڑ ہوئی، اور امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کی بیعت توڑنے اور ان کے مقابلے میں نئے امراء کی بیعت کرنے کی دعوت دی گئی۔ بعض نے تو اشاروں کنایوں میں یہ دعوت دی اور کچھ نے واضح الفاظ میں امیر المؤمنین سے بیعت توڑنے کا کہا اور نئے امراء کی بیعت کی دعوت دی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

۱۷. تزکیہ نفس اور اصلاح قلب کا اہتمام کرنا

بلاشبہ جہاد لازمی عمل ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ تزکیۂ نفس، تہذیبِ اخلاق اور اصلاحِ قلب بھی لازم ہے۔

ے آدمی کے من میں بھی اک محاذ ہوتا ہے
بس پرائے دشمنوں ہی پہ وار مت کرنا

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی کتاب میں دشمن کے مقابلے کے وقت کثرتِ ذکر کا حکم دیا ہے، جس کی مِن جملہ حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ قتال میں مشغول ہونا اور انسانی اعضاء وکھوپڑیوں کے درمیان رہنا قساوتِ قلبی (دل کی سختی) کو پیدا کرتا ہے۔ یہ ایک خطرناک مرض ہے جو بے شمار مہلک امراض کو جنم دیتا ہے اور انسان کو ہلاکت کی طرف دھکیل دیتا ہے۔ ہر جہادی جماعت جو اپنے لشکر کی تربیت اور تزکیۂ نفس نہیں کرتی تو وہ اُس بنیادی ایندھن اور لازمی زادِ راہ سے تہی دامن ہوتی ہے، جو سعادتِ دنیا اور فلاحِ آخرت کی طرف اپنے سفر کو مکمل کرنے کے لیے اسے درکار ہے۔ دلوں کے امراض کا علاج۔۔۔ رجوع الی اللہ، کثرت سے تلاوت کلام پاک، فرض و نفلی نمازوں کی انتہائی اہتمام سے ادائیگی، اللہ کے راستے میں خرچ کرنا، کثرت استغفار اور دعا، غرباء و مساکین کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور ان کی مدد کرنا، پڑوسیوں اور بھائیوں کی خدمت، مسلمانوں کے دلوں کو خوش کرنا، والدین کی فرمانبرداری اور ان کو راحت دینا، رقتِ قلبی (دل کی نرمی) اور احوالِ آخرت کے بارے میں کتب کا مطالعہ، جنت کی ترغیب اور دوزخ سے ڈرانے والی کتب کا مطالعہ ہے۔ اللہ ہمیں جنت والا بنادے اور ہمارے اور دوزخ کے درمیان اتنی دوری پیدا کردے، جتنی مشرق و مغرب میں ہے۔ آمین۔

میرے مجاہد بھائیو! یہ ہمارے پیغام کے بعض درخشاں پہلو ہیں جنہیں ہم نے مشائخ جہاد اور قائدینِ مجاہدین سے سیکھا، سمجھا اور قبول کیا ہے۔ ان کا خلاصہ میں نکتہ وار آخر میں پیش کرتا ہوں:

۱. امت مسلمہ کے ساتھ عجز و انکساری سے پیش آنا، تمام مسلمانوں کے ساتھ مل کر باہم یکجا ہو جانا اور اللہ تعالیٰ کی تائید کے بعد، ان کی تائید حاصل کرنے کی کوشش کرنا

۲. مسائلِ تکفیر میں غلو اور تفریط سے پرہیز کرنا

۳. علمائے کرام کی قدر پہچاننا اور اہلِ علم اور اہلِ جہاد کے درمیان کسی بھی دوری کو ختم کرنے کی کوشش کرنا

۴. مسلمانوں کے خون کی حرمت کا شدت سے خیال رکھنا اور کمزور دلائل کی بنیاد پر اس معاملہ میں گفتگو کرنے سے ڈرنا

۵. امت کے موجودہ دگرگوں حالات کی رعایت کرتے ہوئے، مسلمانوں کے ساتھ نرمی کرنا اور انہیں دعوت دینے میں تدریج اختیار کرنا

٦. امت کو اہم اور بنیادی نکات پر مجتمع کرنا، جس میں سرفہرست امریکیوں اور یہودیوں سے قتال کرنا ہے

۷. دعوتی امور کی اہمیت کو سمجھنا اور عملِ جہاد کے ساتھ اس کے ناگزیر تعلق کو جاننا

۸. مجاہدین میں اہتمام کے ساتھ سیاستِ شرعیہ کی سمجھ بوجھ پیدا کرنا

۹. اختلاف کرنے کے شرعی آداب کو اپنانا

۱۰. معاشرے میں شریعتِ مطہرہ کے نفاذ کی کوشش کے ساتھ ساتھ اپنی اندرونی صفوں میں اس کے احکامات کو اپنانے کا التزام کرنا

۱۱. ایسے حاکم کے انتخاب میں شوریٰ (مشورے) کو لازم پکڑنا، جس میں مطلوبہ شرائط موجود ہوں، اور یہ حق امت سے نہ چھیننا

۱۲. مقدور بھر وسائل اور ضروری تمکین اور شوکت حاصل ہونے سے پہلے امارت و سلطنت کے اعلان میں جلدی نہ کرنا

۱۳. جماعتی تعصب اور شخصیات سے عقیدت میں غلو اختیار کرنے سے بچنا

۱۴. علمائے اہل سنت کے مابین علمی اختلافات کو میدان جہاد میں زیر بحث لانے سے گریز کرنا

۱۵. نیکی کے کاموں میں امیر کی اطاعت کا لزوم

۱٦. امارت اسلامیہ افغانستان کے گرد جمع ہونا اور قول و عمل سے اس کی تائید و نصرت کرنا

۱۷. تزکیہ نفس اور اصلاح قلب کا اہتمام کرنا

یہ ہمارے منہج کے بعض اہم پہلو ہیں، یہاں تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنا مقصود نہیں تھا۔ مقصود اتنا تھا کہ کوئی کسی نئے تحریف شدہ منہج کو لے کر ہم پر ہرگز نہ چڑھ دوڑے، کہ اس کی باتوں میں آکر ہم اپنے شرعی دلائل پر مبنی صاف ستھرے منہج کو چھوڑ دیں، اور کوئی ہمارے فہمِ دین کو ہلکا نہ جانے اور یہ نہ کہہ سکے ہمارے مشائخ کا منہج انحراف کا شکار ہو گیا ہے۔ نہیں۔۔۔ واللہ! یہی ہمارا منہج پہلے بھی تھا

جو کبھی تبدیلی کا شکار نہیں ہوا، اور ہم اس پر اللہ سے ثابت قدم رہنے کا سوال کرتے ہیں۔ ہاں! ہمیں اپنی کمزوری اور نفس کی کوتاہی کا اعتراف ہے اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کسی حکمِ شرعی کو سمجھنے میں، یا واقعاتی دنیا میں اس کی تطبیق میں ہم سے غلطی ہونے کا احتمال موجود ہے، جبکہ شریعت فی ذاتہٖ کامل و مکمل اور نقائص سے پاک ہے۔ نصیحت کا باب کھلا ہے اور جو شخص بھی شرعی دلیل کے ساتھ ہماری کوتاہیوں کی نشان دہی کرے گا تو ہم اس کے شکر گزار ہوں گے، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

آخر میں، میں اپنے تمام مجاہد بھائیوں کو، بالخصوص ان بھائیوں کو جو جماعت قاعدۃ الجہاد (القاعدہ) سے وابستہ ہیں اور ان مجاہد بھائیوں کو جو سرزمینِ رباط شام میں موجود ہیں، اس حدیث میں غور کرنے کی دعوت دیتا ہوں جس کو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے:

ليس أحد أصبر على أذى سمعه من الله، إنهم ليدعون له ولدا ويجعلون له ندا وإنه ليعافيهم ويدفع عنهم ويرزقهم ويعطيهم۔ (سلسلة الاحاديث الصحيحة للشيخ الألباني رحمه الله)

" تکلیف دینے والی بات سن کر اللہ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں ہے کہ لوگ اس کے لیے بیٹا بتاتے ہیں، اس کا شریک ٹھہراتے ہیں، اللہ پھر بھی ان کو معاف کر دیتا ہے، ان سے مصائب دور کرتا ہے، انہیں رزق دیتا ہے اور انہیں (دیگر نعمتیں) عطا کرتا ہے۔"

میرے محبوب بھائیو! یقیناً ماضیِ قریب میں سب و شتم، باطل تہمتیں اور ہمارے اکابرینِ جہاد پر زبان درازیوں جیسی تکلیف دہ باتیں زبان زدِ عام ہوئیں، جو دلوں کو زخمی کرنے اور رلا دینے والی ہیں، لیکن میں آپ کو ان پر اللہ ہی سے اجر کی امید لگانے، اخلاقِ ربّانی سے اپنے آپ کو مزین کرنے اور بردباری اور وقار اپنانے کی دعوت دیتا ہوں۔ اس بات کی ترغیب دیتا ہوں کہ برائی کا بدلہ اچھائی سے اور ظلم کا سامنا انصاف سے کریں۔ فتنوں سے محفوظ رہنے کو کسی دوسری چیز کے برابر نہ سمجھیں، حق پر ڈٹے رہیں۔۔۔ باقی رہا جھاگ تو وہ یونہی جاتا رہتا ہے۔[8]

---

[8] "فاما الذبد فيذهب جفاء و اما ما ينفع الناس فيمكث فى الارض"۔۔۔ سورۃ الرعد: ۱۷

سو میں خود کو اور آپ سب کو شہد کی مکھی یا کھجور کے درخت کی مانند بن جانے کی دعوت دیتا ہوں۔۔۔ کہ ہماری چھاؤں ٹھنڈی ہو۔۔۔ ہمارے پھل میٹھے ہوں۔۔۔ ہمارا منظر خوبصورت ہو۔۔۔ ہمارا وجود سراسر نفع و خیر ہو۔۔۔ اللہ مجھے اور آپ سب کو توفیق دیں کہ ہم اسی طرح بن جائیں۔آمین۔

اگر اللہ نے زندگی دی اور توفیق عطا فرمائی تو مذکورہ بالا تمام نکتوں میں سے ہر نکتے پر آئندہ مقالات میں تفصیل سے لکھیں گے۔ان شاءاللہ۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد و علیٰ وصحبہ وسلم

ادارہ السحاب، برِّصغیر

اس مضمون "فلنکن کالنحلہ" کا عربی متن اس پتے پر دیکھیے:

https://ia601405.us.archive.org/25/items/pakistanFaroq/falnknlalnahla.pdf